السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

ایک دیوبندی عالم کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حدیث شد رحال میں جو تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا منع ہے تو اس سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصد کر کے سفر کرنا منع نہیں ہوتا۔ کیونکہ حدیث میں مساجد کا ذکر ہے اور جہاں سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ وہ جگہیں محذوف ہیں۔ لہذا نحوی اعتبار سے وہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی مسجدیں ہیں۔ دراصل مصنف یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر جائز ہے۔ کیا مصنف کا استدلال درست ہے۔ مصنف نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ کا بھی دلیل کے طور پر نقل کیا ہے۔ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ہماری زیارت کو کیوں نہیں آتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے اور قبر اطہر پر حاضری دی۔ سنداً یہ واقعہ کیسا ہے؟ نیز اگر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے قصداً سفر کیا جائے تو کیا یہ صحیح ہے یا اگر ممانعت کی حدیث ہے مع صحت تحریر کیجئے۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

دیوبندی کا استدلال محل نظر ہے نسائی میں حضر ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں بصرہ بن ابی بصرہ کو ملا انہوں نے کہا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا پہاڑ طور سے کہا اگر میری ملاقات آپ سے پہلے ہوتی تو آپ پیاڑ طور پر نہ آتے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام میری مسجد اور مسجد بیت المقدس۔ 1۔ علامہ سندھی حنفی اس حدیث پر لکھتے ہیں:

''استدلال بصره به وهو راوي الحديث يدل على ان المستثنى منه عام اي مكان من الامكنة''

۔ النسائی کتاب المساجد باب ماتشد الرحال الیہ (1۔7) صحیح البخاری فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ (1189) واصل القصۃ فی الموطا کتاب الجمعۃ باب ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ 1

''یعنی'' بصرہ راوی حدیث کا استدلال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مستثنیٰ منہ عام ہے یعنی کسی جگہ کی طرف (تقرب کے لئے) سفر کرنا جائز نہیں۔ مگر تین مسجدیں۔۔۔الخ۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ '' قاعدة جليلة فی التوسل والوسيلة'' میں لکھتے ہیں:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص کی بابت جن نے نذر مانی کہ قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے گا۔ سوال ہوا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر قبر کا ارادہ کیا ہے تو نہ آئے کیوں کہ حدیث میں ہے کہ تین مسجدوں'' کے سوا کسی جگہ کی طرف (بہ نیت تقرب) سفر جائز نہیں۔ ''1

شیخنا محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اس پر مزید رقم طراز ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر یہاں سے مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرے۔ اور وہاں پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی بھی زیارت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسا ہی کرنا چاہیے تاکہ انسان شبہ سے بھی نکل جائے اور کام بھی دونوں ہو جائیں۔ ''(مسئلہ زیارت قبر نبوی :31)

نیز حضرت قزعہ سے روایت ہے کہ میں نے کوہ طور کی زیارت کا قصد کیا تو اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی حدیث سنائی۔ یعنی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی۔ اور پھر کہا لہذا طور جانے کا خیال چھوڑ دیجئے وہاں مت جائیے۔ 2 (بحوالہ اخبار مکہ للازرقی باسناد صحیح)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سند کے اعتبار سے غیر درست ہے۔ 3 دوسری بات یہ ہے کہ شریعت کی بنیاد خوابوں پر نہیں ہے۔

---

(۔ (٦) مجموع الفتاوىٰ لابن تیمیہ (١٢٧/٣٣٥

٢...(٧) ابن ابی شیبۃ کتاب الصلاۃ التطوع والامامۃ فی الصلاۃ فی بیت المقدس رقم الباب (210) (٢/٢٦٨) ح (٧٥٣٨) فیہ عن قزعۃ: سالت عمر...الخ ارواء الغليل (٤/١٤١...١٤٢) وصححہ

٣... السد الغابۃ (٢٤٥...١/٢٤٤) لابن الاثیر بغیر سند وسیر اعلام النبلاء للذہبی (١/٣٥٨) وقال: اسنادہ لین وھو منکر.

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

## ج1ص191

محدث فتویٰ